مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی دینی خدمات کا مختصر جائزہ

A BRIEF REVIEW OF THE RELIGIOUS SERVICES OFMUFTI RASHEED AHMAD LUDHYANVI (R.A)

1-USMAN GHANI.

Ph.d Research Scholar, Department of Quran o Sunnah, faculty of Islamic Studies, Federal Urdu University Karachi

Email: adokhel84@gmail.com

Ghani Usman **“A Brief Review of the Religious Services of Mufti Rasheed Ahmad Ludhyanvi (RA)”** Al-Raheeq International Research Journal vol 1, no. 1 (July 29, 2022).Pg: 91-114

Journal Al-Raheeq International Research Journal

Journal homepage https://alraheeqirj.com

Publisher: Al Madni Research Centre

License: Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com

Published online: 2022-07-29

AL-RAHEEQ_IRJ
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 91-114

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی دینی خدمات کا مختصر جائزہ

A brief review of the religious services of Mufti Rasheed Ahmad ludhianvi

عثمان غنی

ABSTRACT

In the Islamic world, there have been many important personalities who have made a deep and far –reaching impact on history by guiding the nation intellectually and practically. One of these personalities is the name of Hazrat Maulana Mufti Rashid Ahmad Ludhianwi (R.A).He was born on 26 September 1922 in District Multan Pakistan. He graduated from Dar Uloom Deoband India 1942.In 1957, Sheikh Al-Hadith of Darul Uloom Karachi, and later was appointed the head of the Department of Dar al-Ifta. In 1964, he founded the famous Darul-Ifta Wal-Irshad and Jamiat-ul-Rashid,a famous religious institution in Karachi in 1994.The number of publications and appendices is 135 based on more than 15 thousand 560 pages.Ahsan al-Fatawa (10 volumes) is his precious scholarly achievement. Along with this, you are also the founder of the famous organization of the social field, Al-Rashid Trust, and in the field of Islamic journalism, the weekly Zarb Momin and the daily newspaper Islam Karachi. He was counted among the leading and famous scholars of Pakistan. Throughout his life, he guided the people in the light of Shari'a and reformation. Allah had made him a person of all perfections and qualities. His trained disciples are engaged in the service of the religion of Islam all over the world. Mufti Rashid Ahmad Ludhianvi died on February 20, 2002 in Karachi and was buried there.

KEY WORDS: Scholar, Reformer, Coach, Comprehensive personality.

عالمِ اسلام میں کئی ایسی مایہ ناز شخصیات گزری ہیں کہ جنہوں نے ملت کی فکری و عملی رہنمائی کر کے تاریخ پر گہرے اور دور رَس اثرات مرتب کیئے ہیں۔ان ہی شخصیات میں سے ایک نام قاطع شرک وبدعت فقیہ العصر، شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کا بھی ہے۔آپ کی پیدائش بروز منگل 03 صفر 1341ھ مطابق 26 ستمبر 1922ء کو پاکستان کے صوبے پنجاب کے ضلع ملتان ، تحصیل خانیوال میں ہوئی۔1942ء کو دارالعلوم دیوبند(ہندوستان)سے فارغ التحصیل ہوئے۔اندرون سندھ تدریس کے بعد 1957ء کو "دارالعلوم کراچی" میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے جہاں 1960ء میں تخصص فی الفقہ اور تمرینِ افتاء کے نگران بنے۔1964ء کو "دارالافتاء والارشاد" کے نام سے ناظم آباد کراچی میں مشہور ادارہ بھی قائم فرمایا۔کراچی میں "جامعۃ الرشید" کے نام سے ملک کی مشہور دینی ادارے کی سن 1994ء میں بنیاد ڈالی ۔ کل 40 سال تدریس کے دوران 20 سال صحیح البخاری کے درس دینے کا شرف حاصل کیا۔آپ کی دینی علمی، فقہی،اصلاحی،سماجی اور جہادی میدان میں خدمات سنہرے الفاظ میں قلمبند کرنے کے لائق ہیں۔ شیخ الحدیث،ماہر فلکیات وریاضی، تخریجِ سمتِ قبلہ بذریہ سایہ، طب، فنِ تعمیر میں مہارت، جنات کے علاج کے ساتھ ساتھ فتویٰ دینے میں بھی اعلیٰ پائے کے عالم تھے۔فتاویٰ کے حوالے سے آپ کی تصنیف "احسن الفتاویٰ" کو فتویٰ سازی میں اساس کا درجہ دیا جاتا ہے، حضرت مفتی صاحبؒ اپنی ذات میں ایک انجمن باطل شکن تھے۔ بیک وقت مدرس، مفتی، محدث، مصلح، مجاہد، مدبر حق گو، بدعات شکن، مرشد، قائد جہادی تنظیمات، حاتم غربا ومساکین اور انقلاب افغانستان کے سب سے بڑے سرپرست، محافظ و معاون تھے۔ سماجی میدان میں "الرشید ٹرسٹ" قائم کر کے دنیا بھر کے مظلوم ومقہور مسلمانوں کی مدد کی۔ جاندار کی تصاویر سے مکمل پاک "اسلامی صحافت" کا آغاز کا سہرا بھی آپ کے سَر جاتا ہے۔جنوری 1997ء کو ہفت روزہ "ضربِ

AL-RAHEEQ_IRJ
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 91-114

مؤمن" اور نومبر 2001ء میں روزنامہ "اسلام" کراچی سے شایع کیا جبالِ علم حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کا کراچی میں 20 فروری 2002ء کو انتقال ہوا۔

پیدائش اور خاندانی تعارف

آپ کا نام رشید احمد اور والد کا نام مولانا محمد سلیم ہے۔آپ ہندوستان کے مشرقی پنجاب کے مشہور علمی شہرت رکھنے والے شہر ''لدھیانہ'' سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا نام ہندوستان کی مشہور علمی شخصیت اور بانیانِ دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے اسمِ گرامی سے حصولِ برکت کے لیے آپ کا نام رشید احمد تجویز ہوا۔ اس وجہ سے آپ کو''رشیدِ ثانی'' بھی کہاجاتاہے۔آپ کی پیدائش منگل 03 صفر 1341ھ بمطابق 26 ستمبر 1922ء کو پاکستان کے صوبے پنجاب کے ضلع ملتان، تحصیل خانیوال میں ہوئی۔آپ کے والد جو خود ہندوستان کی مشہور علمی شخصیت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی صحبتوں سے فیض یافتہ ولی اللہ تھے۔اس وجہ سے مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی خوش نصیبی تھی کہ ان کی پیدائش ایک دینی گھرانے میں ہوئی۔جس نے آپ کی شخصیت میں بے پناہ نکھار پیدا کیا۔[1]

آپ کا تعلق ہندوستان کے مشرقی پنجاب کے ایک مشہور شہر ''لدھیانہ'' سے ہے،اسی مناسبت سے آپ کے نام کے ساتھ لدھیانوی لگایا جاتا ہے اس شہر کو برصغیر پاک وہند کے شہروں میں علمی لیحاظ سے ایک نمایاں مقام حاصل ہے، کئی عظیم المرتبت اہلِ علم کا تعلق اس شہر سے رہا ہے ۔ اس شہر کے لوگ علم و فضل،ذہانت و تقویٰ،احوالِ

---

[1] عبدالرحیم، مفتی/انوار الرشید، کراچی، الرشید، 1417ھ، جلد1، ص49

باطنہ، کشف و کرامات، شجاعت، حق گوئی و بے باکی، جسمانی قوت اور انگریزوں سے جہاد میں بہت نمایاں کارناموں کی وجہ سے غیر معمولی شہرت رکھتے ہیں۔ مفتی رشید احمدؒ کے والد مولانا محمد سلیمؒ زمیندار تھے، اس سلسلے میں انہیں مختلف علاقوں علاقوں میں جانا پڑتا تھا۔ چنانچہ زمینداری کی غرض سے وہ پاکستان بننے سے قبل پاکستان کے صوبے پنجاب کے ضلع ملتان، تحصیل خانیوال میں تشریف لائے ہوئے تھے، اور پھر یہیں مفتی رشید احمدؒ کی پیدائش بھی ہوئی۔[2]

ابتدائی تحصیل علم

مفتی رشید احمدؒ کی تعلیم و تربیت پر آپ کے والدین نے خاص توجہ دی، پانچ سال کی عُمر کو جب پہنچے تو آپ کو قرآن مجید، نماز اور مسائل کی تعلیم شروع کرادی گئی۔ بعدازاں ایک سرکاری پرائمری اسکول میں آپ کو داخل کیا گیا، جہاں آپ چہارم جماعت زیر تعلیم رہے۔ سن 1353ھ (1934ء) میں جس وقت مفتی رشید احمدؒ کی عُمر 12 سال تھی تو آپ کے والد مولانا محمد سلیمؒ نے آپ کو باقاعدہ علم دین حاصل کرنے کی غرض سے بڑے بھائی کے ساتھ "گھوٹہ شریف" بھیجا۔ جہاں آپ نے فارسی کی ابتدائی کتابیں، قواعدِ فارسی، فارسی کی پہلی کتاب، کریما، نامِ حق، پند نامہ وغیرہ پڑھیں۔ شوال سن 1353ھ میں آپ اپنے بھائیوں کے ساتھ "خانیوال" کے قریب "جہانگیر آباد" نام کے ایک قصبے میں تشریف لے گئے اور صرف و نحو، میزانُ الصرف، منشعب، قانونچہ کھیوالی (پنجابی) اور نحو میر وغیرہ پڑھیں۔ آپ نے درسِ نظامی کا دوسرا سال سن 1354ھ گھکڑ ضلع گجرانوالا میں گزارا۔ اگلے سال درسِ نظامی کے تیسرے اور چھوتے سال اپنے بہنوئی کے ساتھ جھنگ چلے گئے۔ ان تینوں سالوں میں آپ نے علم الصیغہ، فصول

[2] ایضاً حوالہ سابقہ، ص 48

اکبری، ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی، نورالایضاح، قدوری، شرح نقایہ اولین، تیسیر المنطق، مرقات، شرح تہذیب، قطبی، رسالہ اُصول فقہ، اصول الشاشی، نورالانوار، عربی کی پہلی کتاب، عربی کی دوسری کتاب، نفحۃ الیمن، انشاء عربی وغیرہ کتابیں پڑھیں۔

سن 1357ھ میں آپ کے والد زمینداری کے سلسلے میں سندھ کے علاقے خیر پور تشریف لائے، جس کی وجہ سے مفتی رشید احمدؒ سمیت تمام بھائیوں کی تعلیم کا سلسلہ خیر پور کے قریب "جامعہ دار الھدیٰ ٹھیڑی" خیر پور میں ہی شروع ہوا۔ یہاں آپ نے ھدایہ اولین، مختصر المعانی اور مطول پڑھیں۔اور مولانا محمدؒ سے حاشیہ عبدالغفور، میر قطبی اور اقلیدس پڑھیں۔ سن 1358ھ میں درگاہ شریف" (پیر جھنڈ وجدید) میں چلے گئے، اس کے بعد اگلے سال شوال 1359ھ مین آپ معقولات کی مشہور سمجھی جانے والی درسگاہ "اِنھی شریف"، ضلع گجرات پنجاب تشریف لے گئے۔ مفتی رشید احمدؒ نے اس ایک سال میں جتنی کتابیں پڑھیں انہیں آج کل کا طالب علم کم از کم تین سال میں پڑھ سکے گا۔[3]

علم حدیث کی تعلیم: (دارالعلوم دیوبند میں داخلہ)

مفتی رشید احمدؒ نے جب دیگر علوم وفنون کی تکمیل فرمائی تو اس کے بعد شوال 1360ھ میں آپ حدیث کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیئے دنیا کی مشہور دینی درسگاہ "دارُالعلوم دیوبند" (ہندوستان) تشریف لے گئے، مفتی رشید احمد لدھیانویؒ جس دور میں علمِ حدیث کی تعلیم کے حصول کے لیے "دارالعلوم دیوبند" تشریف لے گئے تھے وہ دور

[3] ایضا محولہ بالا، ص 53

دارالعلوم دیوبند کے شاندار ادوار میں سے ایک تھا، مفتی صاحبؒ کی خوش قسمتی تھی کہ اس وقت دارالعلوم دیوبند عظیم شخصیتوں سے جگمگا رہا تھا، جس کی وجہ سے مفتی صاحبؒ کو ان عظیم شخصیتوں سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہاں آپ نے احادیث کی عظیم المرتبت کُتب صحاح ستہ سمیت دیگر کتبِ حدیث اس وقت کے نامور اور جید علماء کرام سے پڑھیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ سے "صحیح بخاری" اور "سُنن ترِمذی" پڑھیں، جنہیں بعدازاں "عربی ادب" کے مشہور اُستاد مولانا اعزاز علیؒ امروہوی نے ختم کرائیں۔ مولانا اعزاز علیؒ سے آپ نے "ابوداؤد" اور "شمائلِ ترِمذی" بھی پڑھیں۔ "طحاوی" آپ نے مفتی محمد شفیعؒ سے پڑھیں، اسی طرح مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سمیت جید اور ممتاز بزرگانِ دین سے آپ نے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ اسی سال آپ نے دورہ حدیث کے ساتھ کُتبِ تجوید میں سے فوائد مکیہ، جزری اور خُلاصۃ البیان بھی پڑھیں۔ نیز اس کے ساتھ فنِ تجوید کی مشق بھی کی۔[4]

تدریسی مشاغل

"جامعہ مدینۃ العلوم بھینڈو" حیدر آباد (سندھ)

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی زندگی کا یہ بڑا اہم خاصہ رہا ہے کہ جب انہوں نے "دارالعلوم دیوبند (ہندوستان)" سے فراغت حاصل کی اور پھر اس کے بعد تدریس شروع فرمائی تو ابتداہی سے ان کا "فقہ وافتاء" سے بڑا گہرا تعلق جُڑ گیا۔ اپنے فقہی ذوق اور کمال مطالعہ کی وجہ سے مسائل کا مدلّل حل پیش کرتے، مفتی صاحبؒ کو سن 1362ھ سے

[4] ایضا محولہ بالا، ص 203

AL-RAHEEQ_IRJ
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 91-114

ہی "فتویٰ نویسی" کے مواقع پیش آتے رہے، جس سے ان کی فقاہت فی الدین میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا تھا۔ لیکن سن 1366ھ سے انہیں "جامعہ مدینۃ العلوم بھینڈو" میں دارالافتاء کی مستقل ذمہ داری دی گئی۔ دارالافتاء کی مستقل ذمہ داری ملنے کے بعد مفتی صاحبؒ نے فتاویٰ بھی جاری کرنے شروع کردیے اور سن 1370ھ تک مختلف اُمور سے متعلق انہوں نے جو فتاویٰ صادر فرمائے ان فتاویٰ کے جمع وضبط کا کوئی مستقل انتظام نہ ہو سکا، صرف چند گنتی کے فتاویٰ کی نقول محفوظ رکھی گئیں۔[5]

"جامعہ دارالھدیٰ ٹھیڑی" خیرپور (سندھ)

سن 1370ھ میں مفتی صاحبؒ تدریس کے سلسلے میں "جامعہ دارالھدیٰ ٹھیڑی" تشریف لائے۔ یہاں آپ کو بحیثیت "شیخ الحدیث" بُلایا گیا تھا، صحیح بخاری کے علاوہ دیگر بہت سی کُتب بھی آپ کے ذمے تدریس میں شامل تھیں، اس کے باوجود آپ کو "دارالافتاء" کی اضافی ذمہ داری بھی سُپرد کی گئی۔ تھوڑے ہی عرصے میں مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی تحقیق کے انداز اور تعمقِ نظر کو اہل علم کے ہاں اس قدر شہرت حاصل ہوئی کہ اندرونِ ملک کے علماء کرام کے ساتھ ساتھ بیرونِ ملک کے علماء بھی مشکل اور دقیق مسائل میں حضرت مفتی صاحبؒ سے رہنمائی حاصل کرنے لگے۔ چنانچہ بہت کم عرصے میں مفتی صاحبؒ کی شخصیت ہر قسم کے فتاویٰ کے لیے عوام الناس اور علماء کرام کی مرکزِ نگاہ بن گئی۔ علماء کرام مشکل و باریک مسائل کے حل کے لیے ان کے پاس حاضری دینے لگے، مفتی رشید احمد لدھیانویؒ "مفتی" کے منصب پر جلوہ افروز ہو کر فتویٰ نویسی کو بامِ عروج تک پہنچادیا۔ مفتی صاحبؒ کی مسائل

[5] ایضاً محولہ بالا، ص203

AL-RAHEEQ_IRJ
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 91-114

کے حل کی جستجو کو دیکھ کر اکابر واسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے،یہی وجہ ہے کہ ان کی مشہور تصنیف "احسنُ الفتاویٰ" کو دیکھ کر معلوم ہو جاتاہے کہ ایک ایک مسئلے کے لیے انہوں نے کس قدر کتابوں کی چھان بین کر کے مسائل کے حل کی تہہ تک پہنچا کرتے تھے۔ سن 1371 ہجری سے 1376ہجری تک مفتی صاحبؒ کے تحریر کردہ تمام مسائل کی نقل کا بد قسمتی سے انتظام نہ ہو سکا تاہم انہوں نے بعض اہم مسائل کی نقلیں محفوظ رکھیں۔اس پانچ سال کے عرصے میں انہوں نے کل2025 فتاویٰ تحریر فرمائے جن میں سے صرف 451 محفوظ ہو سکے،ان کے یہ فتاویٰ "احسن الفتاویٰ" کے نام سے شائع ہو کر عوام وخواص میں بے حد مقبول ہے۔[6]

جامعہ دارالعلوم (کورنگی) کراچی

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی نگرانی میں سن1376ھ میں "جامعہ دارالعلوم کراچی میں "تخصص فی الفقہ اور تمرینِ افتاء کے شعبے کا قیام وجود میں لایا گیا،جس میں مفتی صاحبؒ اپنے مخصوص انداز سے علماء کرام کو فتویٰ کی تربیت دیا کرتے تھے۔جامعہ دارالعلوم کراچی میں اگرچہ فتاویٰ کی مستقل ذمہ داری مفتی صاحبؒ پر نہ تھی،لیکن پھر بھی زیادہ اہم اور پیچیدہ مسائل کی تحریر مفتی صاحبؒ کے سُپرد کی جاتی تھی،اوران کے قول کو ہی قولِ فیصل سمجھا جاتا تھا۔یہ وہ دور تھا کہ جب صرف کراچی شہر سمیت پورے ملک میں کئی نامور علماء اور فقہاء موجود تھے مگر اس کے باوجود مفتی

[6] ایضاً محولہ بالا،ص205

رشید احمد لدھیانویؒ کا اُس دور میں نمایاں مقام کا ہونا ان کی فقہی بصیرت اور لامحدود مطالعہ کا ایسا ثبوت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔[7]

پاکستان میں فنِ افتاء کے موجد

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے بے شمار کارناموں میں سے ایک نہایت اہم کارنامہ یہ ہے کہ پاکستان میں افتاء کا الگ سے کوئی خاص مستند اور باقاعدہ شعبہ نہیں تھا۔انفرادا ًکئی علماء کرام اپنے اپنے دائرے میں سطحی طور پر افتاء کے حوالہ سے اس شعبہ کے ساتھ وابستہ تھے، مگر وہ ایک نامکمل سعی اور کوشش تھی۔امت کی اصلاح کے حوالہ سے شعبہ افتاء کی ضرورت سے کوئی بھی ذی شعور شخص انکار نہیں کر سکتا۔مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی نگرانی میں سن 1376ھ میں "جامعہ دارالعلوم کراچی میں "تخصص فی الفقہ اور تمرینِ افتاء کے شعبے کا قیام وجود میں لایا گیا،جس میں مفتی صاحبؒ اپنے مخصوص انداز سے علماء کرام کو فتویٰ کی تربیت دیا کرتے تھے۔چنانچہ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے "فن افتاء" کو باقاعدہ ایک شکل دی۔حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کو فن افتاء میں ید طولیٰ حاصل تھا،ان کے فتاویٰ کو علماء کرام کے ہاں نہ صرف تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا بلکہ انتہائی مستند بھی سمجھا جاتا تھا۔حضرت کے جاری کردہ فتاویٰ انتہائی مدلل اور مستند ہوا کرتے تھے،ان کے کئی فتاویٰ مقالات کی شکل میں بھی موجود ہیں۔[8]

---

[7] ایضا محولہ بالا،ص205

[8] بخاری، محمد اکبر شاہ، حافظ/ بیس علماء حق،لاہور، مکتبہ رحمانیہ،1422ھ،ص665

Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 91-114

دارالافتاء والارشاد

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے اپنے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کی خواہش اور منجانبِ اللہ غیبی اشارے پر رمضان 1383ھ بمطابق 1964ء کو کراچی کے علاقے ''ناظم آباد'' میں فتویٰ کی تربیت کے لیئے ''دارُالافتاء والارشاد'' کے نام سے ادارے کی بنیاد ڈالی۔اس ادارے کا ابتداء میں ''اشرف المدارس'' نام رکھا گیا تھا، لیکن کچھ عرصے بعد "دارالافتاء والارشاد" نام مقرر ہوا۔اور پھر اسی نام سے اس ادارے نے نہ صرف پاکستان بلکہ عالمِ اسلام میں ایک نمایاں، مقام حاصل کیا۔مفتی رشید احمدؒ کی زیرِ نگرانی اس ادارے سے اللہ پاک نے بڑے عظیم الشان کام لیئے۔ مفتی رشید احمدؒ برصغیر ہندو پاک میں "تخصص فی الافتاء" کے اولین بانی شمار ہوتے ہیں۔آپ کے اس ادارے نے اپنا مجموعہ فتاویٰ "احسن الفتاویٰ" کے نام سے دس جلدوں پر مرتب فرما کر شائع کیا جو گرانقدر علمی اور فقہی تحقیقات پر مشتمل ہے۔[9]

جامعۃ الرشید کراچی کی تاسیس

مفتی رشید احمدؒ نے جامعۃ الرشید کے نام سے ایک اسلامی یونیورسٹی کی بنیاد 24فروری1994 بمطابق12رمضان1414ہجری کو رکھی۔یہ ادارہ کراچی کے علاقے گڈاپ ٹاؤن، گلشنِ معمار، احسن آباد میں واقع ہے۔ابتداء میں اس مدرسے میں ''درسِ نظامی'' کی تعلیم کا آغاز فرمایا گیا، رفتہ رفتہ یہ مدرسہ ایک یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے ۔اور اب الحمدللہ جامعۃ الرشید فیز۔1 کے بعد فیز۔2 میں بھی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو چکا

---

9 عثمانی، محمد تقی، مفتی/ نقوشِ رفتگاں، کراچی، معارف القرآن، 2007ء، ص463

ہے۔اس یونیورسٹی نے جدید زمانے کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ دینی وعصری علوم وفنون پر مشتمل ایسی تعلیم دیجارہی ہے جس سے درسِ نظامی کے فضلاء آج کے تمام جدید چیلینجوں کانہ صرف ٹھیک طورپرادراک کرسکیں بلکہ بجاطورپرانکامقابلہ بھی کرسکیں۔[10]

اسلامی صحافت کے بانی

مفتی رشیداحمد لدھیانویؒ اس حوالہ سے ایک منفرد شخصیت کے مالک تھے کہ انہوں نے امت کی اصلاح کے لیے کئی ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخ میں ان کی مثالیں نہیں ملتیں۔ان عظیم کارناموں میں سے سب سے اہم "اسلامی صحافت"کی بنیادہے،جانداروں کی تصاویر اور غیر شرعی اشتہارات کے بغیراس پیمانے کے کسی اخبار کاتصوراس سے پہلے ممکن نہ تھا۔مگراس ناممکن کوبفضلِ اللہ ممکن بنایا مفتی رشیداحمد لدھیانویؒ جیسی جامع الکمالات شخصیت نے،جنہوں نے اسلامی صحافت کی پہلی اینٹ 3جنوری1997ءمیں "ہفت روزہ ضربِ مؤمن"سے لگائی۔ضربِ مومن کے اجرا سے آپ نے دینی صحافت اور اصلاح عوام کے بے نظیر مثال پیش کی اور لاکھوں گم گشتگاں کوراہ راست پر لائے۔19نومبر سَن 2001ءکوآپ کی اسلامی صحافت نے ایک زبردست سنگِ میل عبور کیاکہ جب اسلامی خطوط پرآپ نے "روزنامہ اسلام"شایع کیا۔ان دونوں جریدوں نے اپنے عمل سے یہ

---

[10] مجلسِ علمی سوسائٹی/تعارف جامعۃالرشید،کراچی،الرشید،2010،ص102

ثابت کر دیا کہ اس دور میں بھی منکرات کے بغیر اخبارات و جرائد کامیابی کے ساتھ نکالے جا سکتے ہیں۔ یہ سارے صدقہ ہائے جاریہ ان کے نامہ اعمال کا جگمگاتا ہوا حصہ ہیں۔[11]

تبلیغ وارشاد

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ پر ابتدا میں علم و تحقیق ہی کا غلبہ تھا۔ بانی دارالعلوم کراچی مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ کے مشورے پر انہوں نے حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ سے اصلاحی تعلق اور بیعت قائم فرمایا۔ اور کچھ ہی عرصہ میں ان کی طرف سے بیعت و تلقین کی اجازت بھی عطا ہو گئی۔ اس وقت سے ظاہری علم و تحقیق کے ساتھ عشق و محبت اور باطنی علوم کی آمیزش نے ان کے فیوض کو دوچند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحبؒ کو ایک منفرد مزاج عطا فرمایا تھا، اور ان کے فیوض کے جوہر اس صورت میں زیادہ کھل سکتے تھے جب وہ اپنے مزاج کے مطابق خدمتِ دین میں مصروف ہوں۔ چنانچہ جب دارالعلوم کراچی سے ان کی رسمی وابستگی ختم ہوئی تو انہوں نے شہرت کے معروف ذرائع سے دور رہتے ہوئے اپنے پہلے ادارے "دارالافتاء والارشاد" کو اپنا مرکز فیضِ رسانی قرار دے دیا۔ جہاں ان کے ہفتہ وار اصلاحی مجلس عوام وخواص کا مرجع بن گئی۔ اطراف واکناف سے لوگ اس مجلس میں شرکت کے لیے آتے اور اس کی بدولت سینکڑوں مردوں اور عورتوں کی زندگی میں خوشگوار انقلاب رونما ہوا۔[12]

---

[11] ایضاً حوالہ سابقہ، ص 10

[12] بخاری، محمد اکبر شاہ، حافظ / بیس علماء حق، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، 1422ھ، ص 661

خدمت قرآن کے چند مظاہر

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے راسخ فی العلم بنایا تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کی تالیفات و تحقیقات کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔اور اہلِ علم ان کی تحقیقات سے رہنمائی اور استفادہ لے رہے ہیں۔ مفتی صاحبؒ ایک ایسے فقیہ تھے کہ انہیں نہ صرف فقہ اور فقہی معاملات پر دسترس حاصل تھی بلکہ تفسیر اور حدیث کے میدان کے بھی بہت اچھے شہ سوار تھے۔آپ نے درسِ نظامی کے درجہ سابعہ (ساتویں سال) کے نصاب میں شامل ''تفسیرِ بیضاوی'' پر حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے جسے ایچ۔ایم۔سعید کمپنی کراچی نے شائع کیا ہے۔آپ کی شُہرہ آفاق تصنیف ''احسن ُالفتاویٰ'' کی پہلی جلد میں باقاعدہ ''کتاب التفسیر ولحدیث'' کا عنوان موجود ہے، جس کے تحت کئی ایسی آیات و احادیث کی بے غُبار تشریح اور تفسیر بیان کی ہے جس کے بارے میں مفسرین ومحدثین کی مختلف آراء ہیں۔چونکہ مفتی صاحبؒ کا انداز شروع سے ہی مدلل بحث کرنے کا ہے، یہی وجہ ہے کہ ''کتاب التفسیر والحدیث'' میں انہوں نے اپنی ہر تحقیق پر قرآن وحدیث، آثارِ صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ اور سلف وصالحین کے اقوال بیان فرمائے، جس سے مفتی صاحبؒ کی بات اور تحقیق میں وزن کی موجودگی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ضُرِبَت عَلَیھِمُ الذِّلَّۃ وَالمَسکَنَۃ پر اشکال کا جواب:

قرآن کریم میں یہود کی ذلت سے متعلق تقریباً چار جگہ ذکر آیا ہے۔

1۔(وَضُرِبَت عَلَیھِمُ الذِّلَّۃ وَالمَسکَنَۃُوَبَاءُ وابِغَضَبٍ مِّنَ اللہِ ذٰلِکَ بِاَنَّھُم کانوایَکفُرونَ بِاٰیَاتِ اللہِ وَیَقتُلونَ النَّبِیِّینَ بِغَیرِ الحَقِّ ذٰلکَ بِمَاعَصَواوَّکَانُوایَعتَدُونَ)(سورہ بقرۃ آیت نمبر 61)

2۔(وَاِذتَاَذَّنَ رَبُّک لَیَبعَثَنَّ علیھم الیٰ یومِ القِیامۃِ من یسُومھُم سُوءَ العذابِ ان رَبَّک لَسَرِیعُ العِقابِ واِنَّہُ لَغَفُورُرَّحِیم)(سورہ اعراف۔آیت نمبر167)

3۔﴿ضُرِبَت عَلَیھِمُ الذِّلَّۃُ اینَ ماثُقِفُوااِلابِحَبلِ مِنَ اللہِ وحبل من الناسِ وبَاءُ وا بِغَضَبِ مِّنَ اللہ وضُرِبَت عَلَیھِمُ المَسکَنَۃُ ذٰلِک بِاَنَّھُم کَانوایَکفُرونَ بِاٰیَاتِ اللہِ وَیَقتُلون الاَنبِیاءِ بغَیرِ حَقِّ ذلک بِمَاعَصَواوَکَانُوایَعتَدُونَ﴾ (سورہ آل عمران آیت نمبر112)

4۔﴿اِذ قالَ اللہُ یٰعِیسیٰ انی مُتَوفیک وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ومُطَھِّرُک مِنَ الذِین کَفرواوجَاعِلُ الذِینَ اتَّبَعُوک فَوقَ الذین کفرواالیٰ یومِ القِیامۃِ﴾ (سورہ آل عمران آیت نمبر55)

ان آیاتِ مبارکہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتاہے کہ ''یہودی قوم''ہمیشہ ذلت اور پستی میں رہے گی،ان کو کبھی بھی شان وشوکت اور عزت نہیں ملے گی،ہمیشہ غربت وتنگ دستی میں رہیں گے ان کی کبھی حکومت قائم نہ ہوگی۔لیکن اگرموجودہ دنیاکی حالت دیکھی جائے توان کوحکومت بھی حاصل ہے اوران کے ملک کانام ''اسرائیل''ہے۔یہاں تک کہ اہلِ عرب ان سے شکست بھی کھاچکے ہیں۔

اب ان آیات کا صحیح مطلب کیاہے کہ جس سے یہ تمام شبہات کاتفصیلی جواب مل جائے تاکہ کمزورایمان والوں کے دلوں سے شکوک وشبہات کاخاتمہ ہوجائے۔ ان آیاتِ مبارکہ میں مفتی رشیداحمدلدھیانوی ؒکانکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے ''یہود''پرایسی پستی مسلط کردی گئی ہے وہ خود بھی اپنے آپ کوذلیل سمجھتے ہیں جسے دوسرے الفاظ میں ''احساس کمتری''کہاجاتاہے۔اسی طرح اس آیت کی تفسیرمیں یہ نکتہ بھی بیان کیاجاسکتاہے کہ یہود قوم پرہمیشہ کچھ ایسی طاقتیں مسلط رہیں گی جو ان کوطرح طرح کی پریشانیوں اور مصائب میں مبتلارکھیں گی۔اس طرح

مسلمان اور نصاریٰ یہود پر غالب رہیں گے۔قرآن کریم میں یہودیوں کی حکومت کی نفی نہیں کی گئی،اس طرح ان کے فقر وفاقہ اور تنگ دستی کی بھی کوئی پیشگوئی نہیں،بلکہ معذب رہنے کی ذلت وپستی کی پیشگوئی ہے۔یہود قوم پر قیامت تک کسی نہ کسی قوم کی طرف سے کوئی نہ کوئی آفت آتی رہے گی۔[13]

طوفانِ نوحؑ عام تھا۔یا۔خاص؟

حضرت نوح سے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر آیات نازل فرمائی ہیں،ان کے حوالے سے کشتی بنانے اور پھر طوفان آنے کاواقعہ بھی متعدد جگہوں پر مذکور ہے۔حضرت نوح کی قوم پر آنے والے طوفان سے متعلق کچھ آیات درج ذیل ہیں۔

1۔وقَالَ نُوح رَبِّ لاتَذَرعلی الارضِ منَ الکٰفرِینَ دَیَّارَا (سورہ نوح آیت نمبر26)

ترجمہ:میرے پروردگار! ان کافروں میں سے کوئی ایک باشندہ بھی زمین پر باقی نہ رکھیے۔

2۔ولقدارسلنانوحاالیٰ قومہ فلبثَ فیہِم الفَ سنۃ الا خمسین عاما فَاَخذھمُ الطوفانُ وھُم ظٰلمُونَ (سورہ عنکبوت آیت نمبر14)

ترجمہ۔اور ہم نے نوحؑ کوان کی قوم کے پاس بھیجا تھا،چنانچہ پچاس کم ایک ہزار سال تک وہ ان کے درمیان رہے،پھران کو طوفان نے آپکڑا،اور وہ ظالم لوگ تھے۔

[13] لدھیانوی،رشید احمد،مفتی/احسن الفتاویٰ،کراچی،ایچ ایم سعید کمپنی،1977ء،ج1،ص496

ان آیات کے علاوہ اور بھی کئی آیات طوفان نوحؑ سے متعلق ہیں۔ علماء کرام کے نزدیک یہ بحث کی جاتی ہے کہ کیا طوفان نوحؑ عام تھا یا خاص؟ اس بابت مفسرین کرام کی مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

ان آیات سے طوفانِ نوحؑ کا عام ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں ترمذی کی روایت اس کی مؤید ہے۔ اس لیئے جمہور کا یہی مسلک ہے۔

بعض نے خصوص کا قول بھی روایت کیا ہے، اور آیت میں حصرِ اضافی اور ارض معہود کی تأویل کی ہے مگر اس کے قائل بہت قلیل ہیں۔ اگر عمومِ عذاب سے بعثتِ عامہ کا شبہ کیا جائے حالانکہ بعثتِ عامہ حضور ﷺ کے لیے خاص ہے تو اس کے یہ جواب دیئے جا سکتے ہیں۔

1۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں جب نوح علیہ السلام کی بعثت صرف توحید وغیرہ اُصولِ دین کے ساتھ ہوئی۔ اور تمام انبیاءؑ اُصولِ دین میں متحد ہیں تو یہ سزا توحید کی مخالفت کی وجہ سے عام ہوئی۔

2۔ نبی کی بعثت اگرچہ خاص ہو مگر ہر قوم پر اس کی نبوت کی تصدیق ضروری ہے اگرچہ التزامِ طاعت ضروری نہیں لہذا تکذیب اور انکارِ نبوت کی وجہ سے عذاب عام ہوا۔

3۔ اس وقت دنیا کی آبادی ہی محدود تھی اور جو آبادی تھی وہ حضرت نوحؑ کی قوم میں سے تھی، اس لیئے عذاب سب پر نازل ہوا۔ اور عموم بعثت

کے معنی یہ ہے کہ اقوام کثیرہ کی طرف بعثت ہو ورنہ حضرت آدمؑ پر بھی عموم بعثت کا اشکال ہو گا۔

رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ پر اشکال کا جواب

قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کی ایک مشہور دعا ہے جسے عام طور پر لوگ نماز میں درود شریف کے بعد پڑھتے ہیں۔

رب اجعلنی مقیم الصلوٰة ومِن ذُریّتی ربناوتقبّل دُعآء(سورہ ابراہیم آیت نمبر40)

اس دُعا میں لفظِ "مِن" تبعیض ہے جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ مجھے اور میری بعض اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا،اور بعض دیگر کے حق میں یہ دُعا نہیں ہے۔حالانکہ چاہیے یہ کہ ہماری تمام اولاد نمازی بنیں۔[14]

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم یہ مذکورہ دُعا پڑھ سکتے ہیں۔یا نہیں؟

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ صاحبِ وحی تھے،آپؑ کو بذریعہ وحی بتادیا گیا تھا کہ آپؑ کی بعض اولاد نیک نہیں ہوگی جیسا کہ کئی انبیاء کرام کے بارے میں قرآن کریم میں آتا ہے "لاینالُ عہدالظّلمین"۔اس لیے حضرت ابراہیمؑ کی مذکورہ دُعا میں "مِن" تبعیض کے لیے ہے۔لہذا لوگ اس دُعا میں کوئی تغیر نہ کریں بلکہ "مِن" کو تبیین۔یا۔ابتدا کے لیے لے کر تمام اولاد کی نیت کر لیا کریں۔[15]

مَااُھِلّ بِہ لغَیرِاللہ کی تحقیق:

بزرگان دین کی ارواح کو ایصال ثواب،ان کی طرف چوپائے منسوب کرنے اور پھر ان جانوروں کو مزارات پر جا کر بِسمِ اللہ پڑھ کر ذبح کرنے اور غرباء میں تقسیم کرنے سے متعلق مفتی رشید احمد لدھیانویؒ سے فتویٰ مانگا گیا کہ کیا یہ عمل جائز ہے یا ناجائز؟۔

[14] ایضاحوالہ سابقہ،ص503
[15] ایضامحولہ بالا،ص516

اس کے بارے میں مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ایصال ثواب بروحِ بزرگان واولیاء کرامؒ ثابت اور موجبِ اجر وثواب ہے اس میں کوئی کلام نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ کسی قسم کی قیداور تخصیص لگانا دین میں نئی چیزیں گھڑنے اور بدعت کے مترادف ہے۔اولیاء کرامؒ کے نام پر جانور متعین کرنا اور پھر مزاروں پر لے جاکر ذبح کرنا مَااُهِلّ بِهٖ لغیرِالله میں داخل ہونے کی وجہ سے شرک ہے اوراس کا کھانا حرام ہے اگرچہ اس پر ہزار باربِسمِ الله اکبر پڑھی گئی ہو۔ایصال ثواب مطلقا جائز ہے اس میں کوئی کلام نہیں البتہ اس کے لیے کوئی وقت متعیّن کرنا اور قیود لگانا بدعت ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔[16]

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ مزید لکھتے ہیں کہ اپنے طور پر صدقاتِ نافلہ یا تلاوت یا تسبیح وتہلیل وغیرہ کا ثواب میت کو پہنچانا حدیث سے ثابت ہے،البتہ ایصال ثواب کے لیے اجتماع کا اہتمام اوراس میں قیود ورسوم نیز اہل میت کی طرف سے دعوت کرنا یہ سب اُمور بدعت اور ناجائز ہیں۔[17]

خدمت حدیث کے چند مظاہر

حدیث: گناہ کو ہاتھ سے روکنا

صحیح مسلم کی کی روایت ہے کہ: مَن رای منکم منکرافالیُغیِّرہُ بِیَدِہٖ---الخ(رواہ مسلم)

[16] ایضا محولہ بالا،ص48

[17] ایضا محولہ بالا،ص362

AL-RAHEEQ IRJ
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 91-114

اس حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جو کوئی گناہ دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے۔اور اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس گناہ کو روکے۔اور اگر زبان سے روکنے کی طاقت نہیں تو دل میں اسے بُرا سمجھے،اور یہی ایمان کا کمزور درجہ ہے۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ہم بہت سے لوگوں کو گناہوں میں دیکھتے ہیں،تو کیا فِسق وفُجور میں مبتلا نظر آنے والوں کو تبلیغ کرنا ہم پر ضروری ہے یا نہیں؟

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اس حدیث شریف کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ حدیثِ مذکور میں استطاعت سے حِسّی استطاعت مراد نہیں،اس لیئے کہ اس صورت میں عدم استطاعت متصور ہی نہیں ہوسکتی۔کیونکہ اگر دیکھا جائے تو بادشاہ کو بھی طمانچہ مارنے کی حِسّی طاقت اور استطاعت تو سب میں موجود ہے۔اس لیئے استطاعت سے مراد یہ ہے کہ جسے تبلیغ کرنا چاہتا ہے اس کے شَر سے محفوظ رہنے کا امکان قوی ہو۔نیز اگر قبول کی توقع نہ ہو تو تبلیغ کرنا ضروری نہیں ہوگا۔[18]

حدیث: مَاتَقُولُ فِی ھٰذَاالرَّجُل۔۔۔الخ

یہ حدیث شریف میت سے سوال وجواب کے بارے میں ہے۔کہ جب مردے سے قبر میں منکر نکیر (قبر کے فرشتے) دریافت کرتے ہیں: مَن ھٰذَاالرَّجُلُ الذِی بَعَثَ فِیکُم؟۔ یہ آدمی کون ہے جو تمہاری طرف مبعوث ہو کر آئے؟۔

---

[18] ایضا محولہ بالا،ص512

صحیح بخاری میں یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔حدیث شریف نمبر86اور1053 میں "مَاعِلمُکَ بِھٰذَاالرَّجُلُ ؟ "کے الفاظ ہیں۔اور حدیث شریف نمبر1374 میں مَاتقُولُ فِی ھٰذَاالرَّجُلُ کے الفاظ ہیں۔بہر حال مفہوم سب کاایک ہے کہ مردے سے قبر میں حضورﷺ کے بارے میں سوال ہوتاہے کہ ان کو جانتے ہو۔اب سوال یہ ہوتاہے کہ کیاحضورﷺ ہر قبر میں حاضر ہوتے ہیں۔ یا روضۂ اقدس سے قبر تک پردہ حِجاب اُٹھایاجاتاہے۔ یا حضورﷺ کی تصویر دکھائی جاتی ہے ؟

مفتی رشیداحمد لدھیانویؒ اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :اگرچہ احتمال یہ بھی ہے کہ قبر میں حضورﷺ کی سورتِ مثالیہ پیش کی جاتی ہو۔یا۔قبراور روضۂ اطہر کے درمیان سے حجاب اُٹھایاجاتاہو۔مگراحادیث کے ظاہراور تبادر عقل سے یہ معلوم ہوتاہے کہ حضورﷺ کانام نامی اور صفاتِ سامیہ بیان کرنے کے بعد فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ مَن ھٰذَا الرجلُ الذِی بَعَثَ فِیکُم۔[19]

عاشوراء میں توسیع علی العیال سے متعلق حدیث کی تحقیق

مفتی رشیداحمد لدھیانویؒ سے اس بارے میں پوچھاگیاکہ کیاشرعاًاس کی کوئی اصل ہے کہ عام طورپر مشہور ہے کہ جو شخص "یوم عاشوراء"کواپنے اہل وعیال میں فراخی کرتاہے،اللہ تعالیٰ اس کوپورے سال فراخی اوروُسعت عطافرماتے ہیں۔

[19] ایضامحولہ بالا،ص510

مفتی صاحبؒ اس بارے میں لکھتے ہیں کہ "عاشوراء میں توسیع علیٰ العیال" کے بارے میں جو حدیث مشہور ہے جسے امام احمد، عقیلی، ابن جوزی، ابن تیمیہ، ابن قیّم اور حافظ ابن حجر جیسے مشہور محدثین نے غیر ثابت قرار دیا ہے، البتہ دوسرے بعض نے موضوع کی بجائے ضعیف کہا ہے۔ مگر فضائل میں بھی عمل بالضعیف کے لیے شرط ہے کہ وہ کسی قائدہ شرعیہ میں داخل ہو اور اسے سنّت نہ سمجھا جائے، یہاں یہ دونوں شرطیں نہیں پائی جاتیں۔ یہ کسی کلیہ شرعیہ کے تحت نہیں اور عوام اسے سنّت سمجھتے ہیں، محرم سے متعلق احادیث موضوعہ کی بھرمار اسے اور زیادہ مخدوش بنا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اور بھی کئی قبائح ہیں۔[20]

چند اہم رسائل کا تعارف

جبری خُلع

مفتی تشید احمد لدھیانویؒ نے سن 1396 ہجری میں یہ رسالہ تحریر کیا ہے، جس میں خُلع کے حوالہ سے بحث کی گئی ہے۔ آج کل عدالتوں سے جو جبری خُلع وغیرہ دی جاتی ہے جس میں شوہر کی رضامندی بھی شامل نہیں ہوتی اور بیوی کے الزامات کی تحقیقات بھی نہیں کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں مفتی صاحبؒ نے قرآن وحدیث، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے فیصلوں، اجماعِ اُمت، مذاہب، اربعہ کے دلائل کی روشنی میں مدلل گفتگو کرتے ہوئے خُلع میں رضائے زوجین کی شرط رکھی ہے۔ اس کے ساتھ "فسخِ نکاح" کے حوالہ سے یہ کہا گیا ہے کہ اس کا اختیار صرف حکومت کو

[20] ایضا محولہ بالا، ص 513

AL-RAHEEQ_IRJ
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 91-114

ہے۔ حکمِ حکمین میں جبراً تفریق کے عدمِ جواز کا ذکر کرنے کے ساتھ اس سے متعلق قرآنی آیت سے متعلق ائمہ تفسیر وفقہ کی تشریحات بھی اس رسالہ کا حصہ ہیں۔[21]

سیاستِ اسلامیہ

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے 1397 ہجری میں یہ رسالہ تحریر کیا ہے جس میں سیاسیاتِ حاضرہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ سیاست کے عالمگیر مفاسد و برائیوں اور تباہ کن نتائج پر سنجیدہ تنقید بھی کی گئی ہے۔ مغربی مفکرین کے اعتراضات بھی اس رسالہ کا حصہ ہیں۔ سیاستِ اسلامیہ کا طریقِ کار اور اس میں نظر آنے والی مشکلات کا حل پیش کیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث اور عقلِ سلیم کی روشنی میں منفرد تحقیق تحریر کی گئی ہے۔ ایک بہت اہم بات جو اس رسالہ میں ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کی مشہور علمی شخصیت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے سیاسی افکار میں اسلام کا نظام حکومت، شخصی حکومت، حکومت کے فرائض، اقامتِ دین کے لیے سیاسی جدوجہد کا شرعی مقام اور اس کی حدود، بائیکاٹ اور بھوک ہڑتال کے حوالے سے شرعی حکم، پبلسٹی کے مروّجہ ذرائع، حکومت کے غیر شرعی قوانین اور اقدامات کے خلاف چارہ کار اور حکومت کے خلاف خُروج کے بارے میں شرعی نکتہ نظر پیش کیا گیا ہے۔[22]

[21] ایضا محولہ بالا، ص383
[22] ایضا محولہ بالا،، ج6، ص35

توقیعُ الاعیان علیٰ حُرمۃ ترقیعِ الانسان (انسانی اعضاء کی پیوند کاری)

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے یہ رسالہ سن 1410ہجری میں تحریر کیاہے، جس میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری، اعضاء عطیہ کرنے اور خون دینے سے متعلق شرعی دلائل کے ساتھ تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ مفتی صاحبؒ نے اس رسالہ میں اس فتویٰ پر تنقید بھی کی گئی ہے جس میں انسانی اعضاء کو عطیہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ البتہ خون دینے کو جائز قرار دیاہے مگر اس کی خرید وفروخت کو ناجائز کہا گیاہے۔ مفتی صاحبؒ کی تائید میں جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اور جامعہ دارالعلوم کراچی نے بھی مکمل تحقیق کے بعد انسانی اعضاء کی خرید وفروخت اور عطیہ کرنے کو حرام قرار دینے کا فتویٰ جاری کیا۔[23]

ڈاکٹری تعلیم کے لیے انسانی ڈھانچے

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے سن 1402ہجری میں یہ رسالہ تحریر کیاہے جس میں بتایا گیاہے کہ ڈاکٹری تعلیم کے دوران انسانی ڈھانچے پر پریکٹیکل کرکے ڈاکٹرز کو ڈاکٹری کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتاہے کہ ڈاکٹری کی تعلیم کے لیے انسانی ڈھانچے کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟۔ مفتی صاحبؒ نے ڈاکٹری تعلیم کے لیے انسانی ڈھانچے کے استعمال کو ناجائز قرار دیاہے۔ اور لکھاہے کہ ڈاکٹری تعلیم کے لیے انسانی نعش کو تختۂ مشق بناکر اور اس

---

[23] ایضا محولہ بالا، جلد8، ص265

AL-RAHEEQ_IRJ
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 91-114

کو چھیر پھاڑ کر اس کی بے حُرمتی نہ کی جائے۔ جبکہ یہ ضرورت مصنوعی ڈھانچوں سے آسانی کے ساتھ پوری ہو سکتی ہے۔[24]

خلاصہ بحث

عالمِ اسلام کی ممتاز ترین شخصیت، مشہور عالمِ دین، اسلامی صحافت کے بانی، عظیم مصلح و مربی اور مجاہد کبیر حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی شخصیت کا احاطہ کسی ایک مضمون میں نہیں ہو سکتا۔ آپ بیک وقت محدث، مفسر، فقیہ، واعظ، خطیب اور ایک مجاہد تھے۔ آپ نے روایتی درس و تدریس سے ہٹ کر امت مسلمہ کی بڑی منفرد طریقے سے رہنمائی کی۔ آپ کا ایک بڑا کمال یہ تھا کہ آپ نے ایسے وقت جہاد کی سنت کو زندہ فرمایا جب کہ اعداء اسلام اس سنت کو مٹانے کے لیے تَن مَن دھن کی بازی لگانے کی ناکام کوشش میں مصروف تھے۔ افغانستان پر روسی یلغار اور غاصبانہ اور سفاکانہ قبضے کے خلاف حضرت مفتی صاحبؒ نے نہایت شجاعت و دلیری سے آواز اُٹھائی، جس کے نتیجے میں عالمِ اسلام نے آپ کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے "افغان جہاد" میں بھرپور حصہ لیا۔ بہر کیف حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ جو اسلاف کا نمونہ تھے، آپ کا انتقال عالمِ اسلام کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اس قحطُ الرجال کے دور میں حضرت مفتی صاحبؒ کے سانحہ ارتحال سے پیدا ہونے والا خلا شاید ہی پُر ہو سکے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحبؒ کے جانشین و متعلقین کو حضرت جیسی اخلاص وللہیت اور ہمت و جرات عطا فرمائے، اور حضرت کے مشن کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔ (آمین)

---

[24] ایضاً محولہ بالا، ص 313